Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم منگل

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۵ پیسے

جلد ۶۷/۳۲	۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ ۲۸ تبلیغ ۱۳۵۷ ہش ۲۸ فروری ۱۹۷۸ء	نمبر ۴۸

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۸ تبلیغ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے، برکتوں سے معمور لمبی زندگی دے اور ہر طرح حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

محترم ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب صدیقی امیر جماعت احمدیہ ضلع تھرپارکر و امیر حیدر آباد ڈویژن بغرض علاج کراچی تشریف لے گئے تھے وہاں ان کا آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپریشن کو کامیاب کرے اور محترم ڈاکٹر صاحب کو شفاء عطا فرمائے۔ آمین

(عبد المنان طاہر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم میرپور خاص۔ سندھ)

۱۳ر فروری ۱۹۷۸ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم قاری محمد عاشق صاحب معلم الحفاظ جامعہ احمدیہ ربوہ کو پہلی بیٹی عطا فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نومولودہ کا نام حبیبہ تجویز فرمایا ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صالحہ، بابرکت عمر پانے والی اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

(حکیم محمد اسلم فاروقی۔ ربوہ)

آئندہ جمعرات مورخہ ۲ر امان/مارچ کو ملاقات نہیں ہوگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی علالتِ طبع کے باعث آئندہ جمعرات مورخہ ۲ر امان/مارچ کو عام ملاقات نہیں ہوسکے گی۔

احباب نوٹ فرمالیں۔

پرائیویٹ سیکرٹری
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ کی اطاعت اور معرفت حاصل کرنیوالے لوگ تین درجوں میں منقسم ہیں

(۱) جو محض اجمالی علم رکھتے ہیں (۲) جو اس کے احسانات کا مشاہدہ کر لیتے ہیں (۳) جو خدا سے ذاتی محبّت رکھتے ہیں

"خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے درحقیقت تین قسم پر منقسم ہیں اوّل وہ لوگ جو بباعث محجوبیت اور رویت اسباب کے احسانِ الٰہی کا اچھی طرح ملاحظہ نہیں کرتے اور نہ وہ جوش ان میں پیدا ہوتا ہے جو احسان کی عظمتوں پر نظر ڈال کر پیدا ہؤا کرتا ہے اور نہ وہ محبّت ان میں حرکت کرتی ہے جو محسن کی عنایاتِ عظیمہ کا تصوّر کرکے جنبش میں آیا کرتی ہے بلکہ صرف ایک اجمالی نظر سے خدا تعالیٰ کے حقوقِ خالقیت وغیرہ کو تسلیم کر لیتے ہیں اور احسانِ الٰہی کی ان تفصیلات کو جن پر ایک باریک نظر ڈالنا اس حقیقی محسن کو نظر کے سامنے لے آتا ہے ہرگز مشاہدہ نہیں کرتے کیونکہ اسباب پرستی کا گردوغبار مسببِ حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے روک دیتا ہے ... اس سے بڑھ کر ایک اور مرتبہ انسان کی معرفت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ ... انسان کی نظر رویت اسباب سے بالکل پاک اور منزّہ ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ہاتھ کو دیکھ لیتی ہے اِس مرتبہ کا انسان اسباب کے حجابوں سے بالکل باہر آجاتا ہے ... یہ رویت اِس قسم کی صاف اور یقینی ہوتی ہے کہ وہ اپنے محسن کی عبادت کرنے کے وقت اس کو غائب نہیں سمجھتا بلکہ یقیناً اس کو حاضر خیال کرکے اس کی عبادت کرتا ہے اس عبادت کا نام قرآن شریف میں احسان ہے ... اِس درجہ کے بعد ایک اور درجہ ہے جس کا نام ایتاء ذی القربیٰ ہے اور تفصیل اِس کی یہ ہے کہ جب انسان ایک مدّت تک احسانات الٰہی بلاشرکت اسباب دیکھتا رہے اور اس کو حاضر اور بلاواسطہ محسن سمجھ کر اس کی عبادت کرتا رہے تو اس تصوّر اور تخیّل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذاتی محبّت اس کو جنابِ الٰہی کی نسبت پیدا ہو جائے گی ... وہ صرف احسانات کے تصوّر سے اس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ اس کی ذاتی محبّت اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے جیسا کہ بچّہ کو ایک ذاتی محبّت اپنی ماں سے ہوتی ہے پس اِس مرتبہ پر وہ عبادت کے وقت صرف خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہی نہیں بلکہ دیکھ کر سچّے عشّاق کی طرح لذّت بھی اُٹھاتا ہے اور تمام اغراضِ نفسانی معدوم ہو کر ذاتی محبّت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے یہ وہ مرتبہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے لفظ ایتاء ذی القربیٰ سے تعبیر کیا ہے۔"

(نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۶۶)

پبلشر مسعود احمد۔ پرنٹر سید عبد الحی۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۸ تبلیغ ۱۳۵۷ ہش
۲۸ فروری ۱۹۷۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِسلامی مُعاشرہ کی بُنیادی شرط اور اسکی اصل ماہیت

گزشتہ شمارہ میں ہم قرآن مجید کی رُو سے اس امر پر روشنی ڈال چکے ہیں کہ حقیقی اسلامی معاشرہ کے قیام اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے معاشرہ کے افراد کی غالب اکثریت کا تقویٰ کی رُوح سے مزیّن ہونا ازبس ضروری ہے۔ اگر لوگ رُوحِ تقویٰ سے عاری ہوں تو پھر اُن کے باہمی اشتراک و تعاون اور ان کی ہیئتِ اجتماعی کے نتیجہ میں جو معاشرہ بھی معرضِ وجود میں آئے گا وہ اسلامی معاشرہ کہلانے کا مستحق نہ ہوگا۔ اسی لئے حقیقی اسلامی معاشرہ کو معرضِ وجود میں لانے اور اُسے پروان چڑھانے کے سلسلہ میں اس امر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کہ لوگوں کی اس رنگ میں تربیت کی جائے کہ وہ صحیح معنوں میں متقی بنیں۔

تقویٰ کی اس بنیادی اہمیت کے پیشِ نظر تقویٰ کی اصل ماہیت سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر لوگوں کا تقویٰ کی رُوح سے مزیّن ہونا اور صحیح معنوں میں متقی بننا ممکن نہیں ہے۔ تقویٰ اسم ہے اتّقیٰ سے اور اس کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور ہر کام میں اسکی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرنا۔ مثال کے طور پر شریعت میں حلال اور حرام واضح کر دیئے گئے ہیں۔ بادی النظر میں تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حلال کی ہیں انسان انہیں اختیار کرے اور جنہیں اُس نے حرام قرار دیا ہے اُن سے بہرطور مجتنب رہے لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان بادی النظر میں ایک کام کو حلال سمجھ کر کر رہا ہوتا ہے لیکن فی الاصل خدا کی نگاہ میں وہ اس کے لئے حلال نہیں ہوتا۔ حرام چیزیں یا کام تو حرام ہوتے ہی ہیں اور ان سے بچنا نسبتاً آسان ہوتا ہے لیکن حلال چیزوں یا کاموں کی انجام دہی کے مراحل میں بسا اوقات اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان ایک کام کی انجام دہی کے ایک خاص طریق کو حلال سمجھ کر اختیار کر بیٹھتا ہے لیکن فی الاصل وہ اس کے لئے حلال نہیں ہوتا۔ ایسے موقعوں پر تقویٰ انسان کو ٹھوکر کھانے سے بچاتا ہے اور صحیح راہِ عمل اختیار کرنے کی طرف اُس کی رہنمائی کرتا ہے کیونکہ تقویٰ نام ہے دل کی ایک خاص کیفیت کا جسے وہ کیفیت میسّر ہو وہ ہر جائز اور حلال کام کرتے وقت بھی اپنے دل سے خود فتویٰ طلب کرتا ہے کہ آیا اس کام کے کرنے میں کسی نوع کی معصیت کا امکان تو نہیں ہے۔ اگر اُس کے دل میں انشراح نہ ہو تو وہ اس کام کو نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں اس کے لئے تقویٰ کی رُو سے اُس کام کا نہ کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی وہ ہے جس پر تیرا دل اور تیرا جی مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تیرے سینے میں اضطراب کا موجب بنے اگرچہ لوگ تجھے اس کے جواز کا فتویٰ دیں اور اُسے درست کہیں۔

اس حدیث شریف کی رُو سے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت اچھا دلنشین انداز میں تقویٰ کی ماہیت پر روشنی ڈال کر اس کی حقیقی رُوح سے مزیّن ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس ضمن میں حضور علیہ السلام نے پہلی بات یہ بیان فرمائی ہے کہ انسان صرف گناہ سے ہی نہ بچے بلکہ اسے چاہیئے کہ وہ باریک در باریک رگِ گناہ سے اپنے آپ کو بچائے اور باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنے کا طریق آپ نے یہ بتایا کہ جس کام میں خواہ وہ بظاہر جائز ہی کیوں نہ ہو بدی کا شائبہ گزرے انسان کو چاہیئے اُس سے دستکش رہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

"تقویٰ کے معنے ہیں ہر ایک باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے بھی کنارہ کرے۔"
(الحکم ۱۰؍ اگست ۱۹۰۱ء)

باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنے کے لئے آپ نے ضروری قرار دیا کہ انسان جائز امور میں بھی اعتدال سے نہ بڑھے۔ یہ نہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی بعض لذّات کو انسان کے لئے جائز ٹھہرایا ہے اِس لئے انسان بس اُنہی کا ہو رہے۔ جائز لذّات اور جائز خواہشات کی تکمیل میں حد سے زیادہ انہماک تقویٰ کی رُوح کے خلاف ہوگا۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ان جائز لذّات اور جائز خواہشات کی تکمیل میں بھی اعتدال کی راہ کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"نیکی کی جڑ (یعنی تقویٰ) یہ ہے کہ دنیا کی وہ لذّات اور شہوات جو کہ جائز ہیں ان کو بھی حدِ اعتدال سے زیادہ نہ لے۔۔۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ تنعّم اور کھانے پینے میں بھی اعتدال کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ صرف یہی کافی نہیں ہے کہ انسان زنا نہ کرے، چوری نہ کرے بلکہ جائز امور میں بھی اعتدال سے نہ بڑھے۔" (البدر ۶؍ فروری ۱۹۰۲ء)

پھر آپ نے واضح فرمایا کہ صحیح معنوں میں انسان اُس وقت متقی بنتا ہے جب خود اُس کے اپنے دل کے اندر ایک واعظ پیدا ہو جاتا ہے جو ہر ہر قدم پر اس کی رہنمائی کرتا رہتا ہے کہ کونسا کام اسے کرنا چاہیئے اور کونسا نہیں کرنا چاہیئے یا یہ کہ کس حد تک کوئی کام اسے کرنا چاہیئے اور کس حد سے آگے اسے نہیں جانا چاہیئے۔ چنانچہ فرمایا:۔

"جب انسان کو خدا ہدایت دینے لگتا ہے تو اُس کے دل میں ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے۔ پس جب تک دل کا واعظ نہ ہو تسلّی نہیں ہو سکتی۔ دینی امور میں جب تک تقویٰ نہ ہو روح القدس کی تائید نہیں ملے گی۔ ایسا شخص ضرور دھوکا کھائے گا۔ اِس دین کی جڑ تقویٰ اور نیک بختی ہے۔" (الحکم ۲۴؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

اس سے ظاہر ہے کہ تقویٰ یہی نہیں ہے کہ انسان معروف گناہوں سے بچے اور تمام معروف نیکیاں بجا لائے بلکہ تقویٰ دل کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے جس کی مدد سے انسان ہر ہر قدم پر رہنمائی حاصل کرتا ہے اور حلال اور جائز چیزوں میں بھی حدِ اعتدال سے آگے قدم نہیں بڑھاتا۔ یہ کیفیت تعزیری ضابطوں اور قوانین کے نفاذ کے ذریعہ پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اسلامی معاشرہ تعزیری ضابطوں اور قوانین کے نفاذ کے بل پر قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے اور تقویٰ موقوف ہے دلوں کے بدلنے پر اور دلوں کا بدلنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں کا خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم ہو اور پھر تعلق باللہ میں ترقی کی راہیں کھلتی چلی جائیں ٭

کارگر ہوا تو ایک نالۂ سحر ہوا

اُس نگاہِ ناز کا جس طرف گزر ہوا
سنگِ رہگذار بھی رشکِ صد گہر ہوا

ضبط رائیگاں نہیں نالہ بے اثر نہیں
یہ بھی کام آ گیا وہ بھی کارگر ہوا

سنگِ آستانِ یار نے یہ راز پا لیا
جو بھی اُن کے در سے اُٹھ گیا وہ دربدر ہوا

زندگی کے قہقہے رائیگاں چلے گئے
کارگر ہوا تو ایک نالۂ سحر ہوا

بارہا نگاہِ جستجو بھٹک کے رہ گئی
خود وہ چل کے آ گئے یوں بھی بیشتر ہوا

عشق کے مقام پر احتیاط شرط ہے
قعرِ غم میں جا گرا جو اِدھر اُدھر ہوا

ہم نے پا لیا انہیں جان دے کے بھی اگر
معرکہ حیات کا جان لیں گے سر ہوا

عبدالمنان ناہید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وحدت اقوام عالم کے مبارک دور کا ظہور

مکرم مولوی دین محمد صاحب شاہد ایم اے ۔ مبلغ انچارج جزائر فیجی

(۲)

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہونے والے روحانی پانی اور روحانی روشنی کے ذریعہ اس زمانہ میں جو وحدت اقوام عالم اور وحدت مذاہب عالم کا دور ہے ہماری دنیا کی اقوام اور تمام اہل مذاہب کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی مذہب اور ایک ہی پیشوا اور ایک ہی روحانی نظام میں اکٹھا کرنے کا انتظام فرمایا ہے تاکہ تمام بنی نوع انسان کے درمیان محبت و پیار اور باہمی مذہبی رواداری اور باہمی احترام کی فضا پیدا ہو اور تا خدا تعالیٰ کی مخلوق پھر سے اپنے خالق و مالک کی معرفت حاصل کرنے اور اس سے سچا تعلق پیدا کر کے دائمی روحانی زندگی کو حاصل کرے ورنہ یہ دنیا اور اس کی تمام تر دنیوی لذات اور خوشیاں تو سب عارضی اور فانی ہیں۔ اصل اور ہمیشہ رہنے والی زندگی تو روحانی زندگی ہے جو خدا تعالیٰ سے سچے تعلق کے نتیجہ میں انسان کو حاصل ہوتی ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے اور ساری دنیا کی اقوام اور تمام مذاہب عالم کو ایک ہی روحانی نظام میں داخل کرنے کے لئے اس زمانہ میں جو وحدت اقوام عالم کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود و موعود کل ادیان علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ آپ نے آج سے ۸۸ سال قبل ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو ہندوستان کی سرزمین قادیان دارالامان سے ایک عالمگیر روحانی نظام کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت سے جماعت احمدیہ کا قیام ہوا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے صرف ۸۸ سال کے قلیل عرصہ میں امریکہ، یورپ، افریقہ اور ایشیا کے تمام آزاد ممالک میں ایک کروڑ سے زائد احمدی مسلمان ہو چکے ہیں جو وحدت اقوام عالم کے مرکزی نقطہ یعنی ایک ہی روحانی وجود خلیفۂ وقت کے ساتھ مخلصانہ طور پر وابستہ ہو کر عالمگیر روحانی انقلاب کے لئے جان، مال، وقت اور عزت کی عظیم قربانیاں دے رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں صد سالہ احمدیہ جوبلی سکیم کے تحت آج سے تیرہ سال بعد غلبۂ اسلام کی صدی شروع ہونے والی ہے اور بہت جلد ساری دنیا کی اقوام کو دین واحد یعنی اسلام پر محبت، پیار اور دلیل اور دعا سے جمع کیا جائے گا۔ اسی عظیم الشان مقصد کے لئے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود و موعود کل ادیان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے جیسا کہ آپ نے اپنی کتاب رسالہ "الوصیت" میں تحریر فرمایا ہے:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔"

سامعین کرام! تمام دنیا کی اقوام اور مذاہب عالم امت واحدہ بنا کر اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا کام نہایت عظیم کام ہے جس کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۶۲ء میں جبکہ آپ نے سیالکوٹ میں تبلیغ اسلام کی مہم شروع فرمائی اس وقت سے لے کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء تک جبکہ آپ کی وفات ہوئی ۴۶ سالہ مبارک عرصہ میں عظیم الشان خدمات سرانجام دیں آپ کی وفات پر آپ کے خلیفہ اول حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چھ سالہ مبارک دور خلافت میں عظیم خدمات انجام دیں اور ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند دلبند گرامی ارجمند موعود خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی و مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بابرکت ۵۲ سالہ مبارک دور خلافت میں دنیا کے چالیس سے زائد ممالک میں جماعت احمدیہ کی مضبوط جماعتیں قائم ہوئیں اور آپ ہی کے مبارک دور خلافت میں ۱۹۶۰ء میں جنت نظیر ملک فجی میں جماعت احمدیہ مبائعین خلافت کی جماعت قائم ہوئی۔ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی و مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر آپ کے فرزند اکبر اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم نبیرے جانشین اور موعود نافلہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ الودود بارہ سال سے ساری دنیا کو امت واحدہ بنا کر امن و سلامتی پیدا کرنے والے مذہب اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے عظیم الشان خدمات بجا لا رہے ہیں جس کے نتیجہ میں وحدت اقوام عالم کے مبارک انقلاب کو روز بروز کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں یہاں تک کہ آئندہ تیرہ سال کے بعد غلبۂ اسلام کی صدی شروع ہونے والی ہے اور الٰہی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کے بابرکت دور خلافت میں غیر معمولی فتوحات اور کامیابیاں حاصل ہونے والی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں بہت جلد دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا یعنی اسلام اور ایک رسول ہوگا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک ہی کتاب ہوگی یعنی قرآن کریم اور تمام دنیا کی اقوام اور اہل مذاہب کو امت واحدہ بنا کر سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جھنڈے تلے جمع کر دیا جائے گا۔

اس عظیم الشان مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود و موعود کل ادیان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے حال ہی میں حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے موعود خلیفہ اور تیسرے عظیم جانشین حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ الودود نے چالیس سال سے زائد عمر کے احمدیوں کی تنظیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سہ روزہ سالانہ اجتماع منعقدہ ربوہ پاکستان میں خطاب فرماتے ہوئے ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو فرمایا ہے:۔

"بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنا کر اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا عظیم کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی مقدر تھا جس نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنے وجود کو فنا کر کے اس زمانہ میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا بیڑا اٹھانا تھا۔ اور اسی عظیم کام کے لئے اس جماعت کا نقطۂ مرکزی خلافت ہے اور اس مرکزی نقطہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب رسالہ الوصیت میں "قدرت ثانیہ" کا نام دیا ہے اور فرمایا کہ اس کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا اور اب ہمارا کام یہ ہے کہ ہم دعاؤں سے، حسن اخلاق سے، حسن معاملہ سے اور حسن مجادلہ سے دنیا کے قلوب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جیتنے کی کوشش کریں اور اس طرح خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی جنتوں کے وارث بنیں خلافت کے اس مرکزی نقطہ کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اس کی اہمیت سے آگاہ کرتے رہو۔ ہمارا خدا سچے وعدوں والا خدا ہے۔ کیا تم نے گزشتہ تین سال میں بارش کی طرح اس کے فضل اور برکات کو نازل ہوتے نہیں دیکھا؟ یقیناً دیکھا ہے۔ اللہ اکبر، ہمارا خدا یقیناً سچے وعدوں والا ہے اگر آپ بھی صدق و صفا کا وہی نمونہ دکھائیں جو پہلے گزشتہ نے دکھایا تو یقیناً آپ بھی خدا کی بے شمار برکتوں کے وارث بن سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین!"

(الفضل ربوہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء)

○

"واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

جنگلات کی اہمیت

انسانی زندگی کا دارومدار خوراک پر ہے۔ خوراک زمین اور پانی سے حاصل کی جاتی ہے ان دونوں چیزوں کا انحصار جنگلات کی حفاظت سلامتی پر ہے۔ اسی لئے کسی بھی ملک کی معیشت پر جنگلات بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

جنگلات کے فوائد

جنگلات کے دو بڑے فائدے ہیں:۔

(۱) طبعی اور (۲) معاشی۔

طبعی فائدے:۔ تجربات سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جس خطۂ زمین میں جنگلات موجود ہیں وہاں کی آب و ہوا نسبتاً معتدل ہوتی ہے یعنی یہ علاقہ گرمیوں میں کم گرم اور سردیوں میں کم سرد ہوتا ہے۔ اسی طرح ان علاقوں میں اسی عرض البلد کے غیر جنگلاتی علاقوں کی نسبت بارش کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

جنگل کے درختوں کے پتے اور گھاس ہر سال جھڑ کر زمین پر گرتے رہتے ہیں اور زمین کی سطح والی مٹی میں مل کر اسے زرخیز بناتے رہتے ہیں اور اس طرح ناقابل کاشت زمین بوجہ اس زرخیزی کے قابل کاشت بن جاتی ہے

معاشی فائدے:۔ درختوں سے انسانی ضروریات کے لئے لکڑی اور مویشیوں کے چارہ کے لئے جنگلات سے گھاس حاصل ہوتا ہے

لکڑی نہ صرف جلانے کے کام میں آتی ہے بلکہ اس سے مکانات اور آلات کشاورزی بھی بنتے ہیں اور روزمرہ کی انسانی ضروریات پر اگر نظر ڈالی جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ روٹی بنانے کے بیلنہ سے لے کر چرخہ۔ صندوق، میز، کرسی، پلنگ، سکولوں کے تختہ سیاہ۔ بندوقوں کے کندے۔ ریل گاڑیوں کے ڈبے۔ ریل کے سلیپر بیل گاڑیاں۔ کھیلوں کا سامان۔ غرضیکہ متعدد قسم کی ضروریات لکڑی سے ہی پوری ہوتی نظر آتی ہیں۔

اسی طرح سے مویشیوں کے چارہ کے علاوہ قدرت نے درختوں میں جانداروں کیلئے طبی فوائد بھی ودیعت کئے ہیں۔

جیسے کاغذ کی صنعت جو آج کل ہر ملک کی ایک اہم ضرورت ہے۔ بھی اپنی تیاری کے لئے کاغذی قوت اور بھابھڑ گھاس کی مرہون منت ہے چمڑا رنگنے کے لئے کیکر کی چھال بھی جنگل سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح بروزہ اور دیاسلائی کی لکڑی بھی جنگلات سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

جنگلات مستقل بہنے والے پانی کا سرچشمہ ہیں جو ہمارے پاکستان جیسے زرعی لیکن کم

شجرکاری

از محترم ملک غلام احمد صاحب عطاء وکیل الزراعت تحریک جدید

بارش والے علاقوں کے لئے از حد ضروری ہے۔

قدرت نے درختوں کی جڑوں میں یہ خوبی رکھی ہے کہ یہ اپنی طبعی جڑوں کے ذریعہ بارش کا بہت سا پانی زمین کی اندرونی تہہ میں پہنچا دیتے ہیں۔ پھر یہی پانی چشموں کے ذریعہ زمین سے رس رس کر نکلتا ہے اور خشک موسم میں آبپاشی میں مدد دیتا ہے۔ اسی طرح زمین کی سطح پر درختوں سے گرنے والے پتے نباتاتی کھاد میں تبدیل ہو کر اسفنج کا کام دیتے ہیں اس اسفنج نما کھاد میں بارش کا کافی پانی دیر تک جذب رہتا ہے اور بخارات بن کر جلد نہیں اڑتا اس طرح آہستہ آہستہ زمین میں کھپ کر زیر زمین پانی کی مقدار میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔

درختوں کے پتے اور شاخیں بارش کے زور کو گھٹاتے ہیں اس طرح یہ آندھیوں اور سیلابوں میں روک پیدا کرتے ہیں۔

ان تمام فوائد کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی لکڑی کی ضروریات پورا کرنے۔ زمین کی زرخیزی کو بحال رکھنے اور دیگر مندرجہ بالا ہر ایک قسم کے فوائد کو حاصل کرنے کیلئے جنگلات کی اہمیت کو پوری طرح محسوس کریں اور ان کی ترقی میں بہت کوشاں ہو جائیں۔ تاکہ پاکستان کا شمار دنیا کے مہذب ترین ملکوں میں ہو سکے۔

ہمارے ملک میں اس وقت جنگلات کی کس قدر کمی ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل چارٹ سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں کی نسبت پاکستان میں جنگلات کا زیر سایہ رقبہ کا تناسب حسب ذیل ہے:۔

ملک کا نام	جنگلات کے زیر سایہ رقبہ	
پاکستان	۳٫۷	فی صد
کینیڈا	۴۶٫۰	"
روس	۳۵٫۰	"
امریکہ	۳۳٫۰	"
مغربی جرمنی	۲۹٫۰	"
فرانس	۲۰٫۰	"
بھارت	۱۸٫۰	"
ترکی	۱۴٫۰	"

اس مقابلہ سے صاف ظاہر ہے کہ پاکستان میں جنگلات کا رقبہ بہت کم ہے۔ اور اسی وجہ سے جنگلات اور ان کی مصنوعات ہماری ملکی معیشت میں کوئی اہم کردار ادا نہیں کر رہے

اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم عملی طور پر باقاعدہ جنگل لگائیں۔ شہروں، قصبوں، دیہاتوں۔ سڑکوں، نہروں ریلوے لائنوں اور دریاؤں کے کناروں پر شجرکاری کریں۔ اور ان کی باقاعدہ نگہداشت کریں تاکہ یہ صحیح طور پر پروان چڑھیں اور مندرجہ بالا فوائد کے حامل ہو کر معیشت میں استحکام پیدا کریں۔

شجرکاری کے لحاظ سے پاکستان کو حسب ذیل قدرتی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

(۱) شمالی پہاڑی علاقے: ان میں کوہ مری، کہوٹہ، میرپور اور ایبٹ آباد کے علاقے شامل ہیں۔

(۲) دامن کوہ کے علاقے: ان میں اضلاع کیمبلپور، جہلم، راولپنڈی اور گجرات کے علاقے شامل ہیں۔

(۳) مغربی پہاڑی علاقے: ان میں ڈیرہ اسماعیل خان۔ ڈیرہ غازی خان اور کوئٹہ و قلات کے خشک و کم بارش والے علاقے آتے ہیں۔

(۴) وادی سندھ شمالی۔ اس میں سرگودھا لاہور، ملتان، بہاولپور، خیرپور کے بعض نہری آبپاشی کے علاقے آتے ہیں۔

(۵) وادی سندھ جنوبی: اس میں حیدرآباد و کراچی ڈویژن کے نہری آبپاشی کے رقبے شامل ہیں۔

(۶) صحرائی علاقے: اس میں چولستان اور تھل کے غیر نہری قطعات شامل ہیں

وادی سندھ شمالی جس میں سرگودھا کے آبپاشی رقبہ جات شامل ہیں۔ میں مندرجہ ذیل درخت بخوبی لگائے جا سکتے ہیں:۔

املتاس، آملہ، ارجن، دھریک، کچنار۔ بیری۔ ڈھاک، یوکلپٹس، املی، کیکر۔ جامن۔ ماہ رخ۔ پھلاہی۔ پیپل۔ پاپلر۔ شیشم، سرس۔ اور روڑو۔

وادی سندھ جنوبی۔ یہ علاقے ساحل سمندر کی آب و ہوا سے متاثر ہیں۔ اس لئے انہیں خشک سالی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اس لئے ان علاقوں میں مندرجہ ذیل اقسام کے درخت لگائے جا سکتے ہیں:۔

آم، املتاس، ارجن، ببول، بکائن، بیر، کروب۔ ڈھاک، یوکلپٹس، جامن، کچنار، نیم، پیپل، سنبل، سرس، شیشم، توت اور تمر وغیرہ

صحرائی علاقے جن میں سندھ کے علاوہ تھل کے اور چولستان کے غیر نہری اور صحرائی قطعات آتے ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل درخت کے اقسام پیدا کئے جا سکتے ہیں:۔

جنڈ۔ پھلاہی۔ بیر۔ ون۔ ببول۔ فراش اور موڑا۔

مغربی پہاڑی علاقے۔ اس حصہ میں چونکہ خشک اور کم بارش والے علاقے آتے ہیں اس لئے ان میں مندرجہ ذیل قسم کے پودے لگائے جا سکتے ہیں:۔

ماہ رخ۔ توت۔ دھریک۔ بکائن اور نہروں کے کنارے توت اور پاپلر

دامن کوہ کے علاقے: اس علاقہ میں اوسط بارش ۲۰۔۳۰ انچ تک سالانہ ہے اس لئے ان میں حسب ذیل درخت کامیابی سے لگائے جا سکتے ہیں:۔

ماہ رخ۔ بہیڑہ۔ دھریک۔ ریٹھا۔ کچنار روبینیا۔ یوکلپٹس۔ توت۔ سنبل۔ شیشم نہروں اور دریاؤں کے کناروں پر۔ بید (Willow) اور پاپلر بھی لگائے جا سکتے ہیں

شمالی پہاڑی علاقے: یہ علاقے سطح سمندر سے دو ہزار فٹ سے زائد بلندی پر واقع ہیں اور یہاں بارش کا سالانہ اوسط ۳۰ تا ۶۰ انچ ہے یہاں مندرجہ ذیل درخت کامیابی کے ساتھ لگائے جا سکتے ہیں۔

ماہ رخ۔ یوکلپٹس، پاپلر۔ روبینیا۔ بید (Willow)۔ جاپانی توت۔ بن اور سیلائی (وراوا) یہ سب درخت اپنی تیز بڑھوتی کی وجہ سے دیگر درختوں سے بہت زیادہ موزوں رہتے ہیں۔

درختوں کو ان کے استعمال اور مقاصد کے تحت اگر تقسیم کیا جائے تو پاکستان میں حسب ذیل درخت نیچے دیئے گئے مقاصد کیلئے موزوں رہتے ہیں۔

(۱) باڑ لگانے کیلئے: جنتر۔ مہندی۔ املی۔

(۲) ایندھن کے لئے: ماہ رخ۔ ببول۔ بکائن۔ بیر۔ ڈھاک۔ یوکلپٹس۔ املی۔ نیم۔ پاپلر۔ شیشم۔ توت وغیرہ

(۳) مویشیوں کے چارہ کے لئے: رنجن، ببول، کیکر، کرنج۔ توت اور سوہانجنا وغیرہ

(۴) پھلوں کے لئے: آم، بہیڑہ۔ جامن اور میوہ وغیرہ۔

(۵) کلر کی اصلاح کے لئے: ببول یا کیکر۔ فراش، جامن۔

(۶) سیم زدہ زمینوں کی اصلاح کے لئے:۔ ارجن۔ یوکلپٹس، جامن۔ دلو۔

(۷) سایہ داری کے لئے: ارجن۔ املی۔ نیم۔ پیپل۔ سرس۔

(۸) پھولدار درخت: املتاس، گل مہر۔ کچنار۔ پیلی گل مہر۔ مہوا وغیرہ۔

(باقی)

○

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:-
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۲۳۴۷۶

میں صادقہ تسنیم زوجہ تسنیم ہمایوں صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۳۹ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور چھاؤنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۱/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ زیور طلائی ۳۰ تولہ مالیت ۱۵۰۰۰/- روپے
۲۔ ایک مشین سلائی ۳۵۰/- روپے
۳۔ نقد مبلغ ۹۰۰۰/- روپے۔
۴۔ حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰۰/- روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ صادقہ تسنیم زوجہ تسنیم ہمایوں۔
گواہ شد۔ ڈاکٹر عبد الغفور کرک وصیت ۴۷۰۵ کوٹھی نمبر ۱۳ خالد کرک روڈ لاہور چھاؤنی۔
گواہ شد۔ محمد سعید وصیت ۱۰۲۷۵ ۳۷/۷ سرور روڈ لاہور چھاؤنی۔

مسل نمبر ۲۳۴۷۷

میں مظفر احمد ولد بشیر احمد صاحب قوم قریشی صدیقی پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۴۵۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد۔ مظفر احمد ولد بشیر احمد صاحب۔
گواہ شد۔ محمد یوسف قریشی زعیم انصار اللہ حلقہ کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ۔
گواہ شد۔ عبد الغفور ولد میاں الٰہی بخش صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ شرقپور ضلع شیخوپورہ۔

مسل نمبر ۲۳۴۷۸

میں نسیم اختر بنت بشیر احمد صاحب قوم قریشی صدیقی پیشہ تعلیم عمر ۱۲ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۱۲/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۱۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

الامۃ۔ نسیم اختر بنت بشیر احمد صاحب
گواہ شد۔ مظفر احمد ولد بشیر احمد صاحب سکنہ کوٹ عبد المالک۔
گواہ شد۔ محمد یوسف قریشی زعیم انصار اللہ حلقہ شرقپور خورد کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ۔

مسل نمبر ۲۳۴۷۹

میں سرداراں بی بی زوجہ علی محمد صاحب قوم عدائیں پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال۔ بیعت ۱۹۶۰ء ساکن شرقپور خورد ضلع شیخوپورہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۱۲/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند ۳۲/- روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ سرداراں بی بی زوجہ علی محمد صاحب کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ۔
گواہ شد۔ عبد الغفور ولد الٰہی بخش صاحب سیکرٹری مال کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ۔
گواہ شد۔ مستری تاج الدین ولد علی محمد صاحب وصیت ۱۱۵۲۵ کوٹ عبد المالک۔

مسل نمبر ۲۳۴۸۰

میں جنت بی بی بیوہ لعل دین صاحب مرحوم قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۱۲/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ مکان مالیتی ۳۰۰۰۰/- روپے۔
۲۔ حق مہر نقد وصول شدہ ۴۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ جنت بی بی بالمقابل گورنمنٹ مشن سکول گجرات۔
گواہ شد۔ منیر احمد خان امیر جماعت احمدیہ ضلع گجرات
گواہ شد۔ مظفر علی ولد غلام نبی صاحب وصیت ۲۶۰۷۵۔

مسل نمبر ۲۳۴۸۱

میں زاہدہ صدیقہ بنت بشیر احمد صاحب گورایا قوم جٹ پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن مغلپورہ لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۸/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۱۰۰/- روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

الامۃ۔ زاہدہ صدیقہ بنت چوہدری بشیر احمد صاحب گورایا فلیٹ نمبر ۵ حسن دین بلڈنگ گنج مغلپورہ لاہور۔
گواہ شد۔ بشیر احمد گورایا ولد محمد ابراہیم صاحب (والد موصیہ) فلیٹ نمبر ۵ حسن دین بلڈنگ گنج مغلپورہ لاہور۔
گواہ شد۔ عطاء اللہ ایم۔ اے نائب ناظر بیت المال آمد ربوہ۔

مسل نمبر ۲۳۴۸۲

میں امۃ الحفیظ زوجہ غلام رسول صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن سلیم پور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۱۲/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند ۴۰۰۰/- روپے۔
۲۔ زیور طلائی کانٹے و انگوٹھی وزن ۱ تولہ مالیتی ۵۵۰/- روپے۔

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ امۃ الحفیظ زوجہ غلام رسول صاحب سلیم پور ۲۰۵ گوہدپور ضلع سیالکوٹ۔
گواہ شد۔ غلام رسول وصیت ۲۰۹۶۹ (خاوند موصیہ)۔
گواہ شد۔ سعیدہ بی بی سیکرٹری لجنہ اماء اللہ گوہدپور ضلع سیالکوٹ۔

مسل نمبر ۲۳۴۸۳

میں رشیدہ بیگم زوجہ چوہدری ممتاز احمد صاحب قوم جٹ ساہی پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن چک 22/E.B ضلع ساہیوال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱۲/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

زیور طلائی وزنی ۶ تولہ مالیت ۱۲۰۰/- روپے
نقد ۵۰۰/- روپے
حق مہر وصول شدہ ۱۰۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۵۰/- روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ رشیدہ بیگم
گواہ شد۔ ممتاز احمد ولد چوہدری فیض محمد صاحب خاوند موصیہ۔
گواہ شد۔ عبد الحق ولد فضل الٰہی صاحب 22/E.B ساہیوال۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم پروفیسر عبد القادر صاحب رضؓ بھاگلپوری کے جسدِ خاکی کو بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا

نمازِ جنازہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے پڑھائی۔ نماز اور تدفین میں احباب بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے

ربوہ ۲۸ فروری۔ محترم پروفیسر عبد القادر صاحب رضؓ بھاگلپوری کے جسدِ خاکی کو کل ۲۷ فروری ۱۹۷۸ء بروز پیر بعد نمازِ عصر بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے محترم پروفیسر عبد القادر صاحب رضؓ بھاگلپوری ایم۔اے نے ۲۵ اور ۲۶ فروری کی درمیانی شب ساڑھے تین بجے حیدرآباد (سندھ) میں (جہاں آپ اپنے فرزند ماہر امراضِ چشم محترم ڈاکٹر عقیل بن عبد القادر صاحب کے ہاں رہائش پذیر تھے) بعمر ۹۱ سال وفات پائی تھی۔ آپ کا جنازہ ۲۷ فروری کو آپ کے برادر اصغر محترم جناب عبد الحی صاحب اور آپ کے فرزندان محترم علی بن عبد القادر صاحب، محترم ڈاکٹر عقیل بن عبد القادر صاحب، محترم حمزہ بن عبد القادر صاحب اور محترم زید بن عبد القادر صاحب بذریعہ شہباز ایکسپریس حیدرآباد سے ربوہ لائے۔ محترم پروفیسر صاحب مرحوم کے دونوں داماد مکرم عبد المجید صاحب اور مکرم مصباح الدین صاحب صدیقی نیز پوتے عزیز عون بن عقیل اور نواسے عزیز محی الدین بن مصباح الدین صاحب بھی جنازہ کے ہمراہ ربوہ آئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علالتِ طبع کے باوجود نمازِ عصر کے بعد قصرِ خلافت سے مسجد مبارک کے غربی احاطہ میں تشریف لا کر نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اور مقامی احباب بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ نماز پڑھانے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے محترم پروفیسر صاحب مرحوم کا چہرہ دیکھا اور پھر تھوڑی دور تک جنازہ کو کندھا دینے کے بعد قصرِ خلافت میں واپس تشریف لے گئے۔

مرحوم موصی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ چنانچہ جنازہ بہشتی مقبرہ لے جا کر مرحوم کے جسدِ خاکی کو قطعہ صحابہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلادِ عربیہ حال سیکرٹری مجلس نصرت جہاں نے دعا کرائی۔

محترم پروفیسر عبد القادر صاحب مرحوم حضرت مولانا عبد الماجد صاحبؓ پروفیسر دینیات علیگڑھ یونیورسٹی کے فرزند تھے۔ آپ نے ۱۹۰۲ء میں جبکہ آپ کلکتہ میں مقیم تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بذریعہ خط بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اگلے سال یعنی ۱۹۰۳ء میں آپ نے قادیان حاضر ہو کر دستی بیعت اور حضور علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے دو سال بعد ۱۹۰۵ء میں آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بھی حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۰۳ء میں محترم پروفیسر عبد القادر صاحب ایم۔اے نے قادیان آ کر اور وہاں کچھ عرصہ مقیم رہ کر مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں آپ نے عربی میں ایم۔اے کیا اور اولاً اسلامیہ کالج لاہور میں لیکچرر مقرر ہوئے اس کے بعد آپ علی الترتیب آر۔ منا گورنمنٹ کالج کٹک، گورنمنٹ کالج پٹنہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج کلکتہ اور گورنمنٹ کالج راجشاہی میں طویل عرصہ تک بحیثیت پروفیسر درس و تدریس میں مصروف رہے۔ اس دوران میں آپ کلکتہ یونیورسٹی میں سینٹ اور سنڈیکیٹ کے ممبر بھی رہے۔ آپ سب سے پہلے مسلمان تھے جنہیں ان ہر دو کی ممبرشپ کا اعزاز حاصل ہوا۔ بالآخر گورنمنٹ کالج راجشاہی سے ۱۹۴۲ء میں ریٹائر ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۶ء تک لاہور میں مقیم رہے۔ ۱۹۶۶ء میں آپ اپنے فرزند محترم ڈاکٹر عقیل بن عبد القادر کے پاس حیدرآباد (سندھ) تشریف لے گئے اور وفات تک وہیں رہائش پذیر رہے۔

جیسا کہ قبل ازیں لکھا جا چکا ہے مرحوم حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ مرحومہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے بھائی تھے۔ اس طرح آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرابت داری کا شرف بھی حاصل تھا۔ آپ بیک وقت عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں بہت دسترس رکھتے تھے۔ مطالعہ بہت وسیع تھا اور بہت سے علوم پر آپ کو عبور حاصل تھا مذکورہ بالا چاروں زبانوں میں اپنے مافی الضمیر کو بڑی جامعیت کے ساتھ ادا کرنے پر قدرت رکھتے تھے۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم پروفیسر عبد القادر صاحب رضی اللہ عنہ کے جنّت الفردوس میں درجات بلند کرے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں خاص مقامِ قرب سے نوازے نیز آپ کے جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا کرے اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

دعائے مغفرت

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ مکرم حاجی چوہدری محمد رمضان صاحب محلہ دار العلوم غربی ربوہ ۱۸ فروری ۱۹۷۸ء کی صبح کو وفات پا گئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

اگلے روز بعد نمازِ ظہر زیرِ ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے مسجد مبارک میں نمازِ جنازہ پڑھائی جس کے بعد بوجہ موصی ہونے کے مقبرہ بہشتی ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم صوفی غلام محمد صاحب (ناظر بیت المال خرچ) نے دعا کرائی۔

محترم حاجی صاحب مرحوم کسی زمانہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے باڈی گارڈ کے فرائض سرانجام دیتے رہے اس کے بعد عرصہ تک وکالت تبشیر کے کارکن رہے۔ آپ مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب مرحوم بی۔ ایس سی، بی ٹی ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ، مکرم چوہدری محمد ارشد صاحب ایم۔ ایس سی حال نائیجیریا، مکرم چوہدری محمد اسلم ایاز صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ اور مکرم چوہدری محمد احمد صاحب کے والد، مکرم چوہدری محمد حسین صاحب سابق خادم مسجد مبارک ربوہ کے بڑے بھائی اور مکرم ماسٹر نذیر احمد صاحب ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے خسر تھے۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنّت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

اعلانِ نکاح

میرے بیٹے عزیزم نثار احمد خان سلمہٗ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ضلع بہاولپور کے نکاح کا اعلان مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۷۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمراہ عزیزہ ریحانہ یاسمین بنت مکرم عبد الحفیظ خان صاحب آف خوشاب تین ہزار روپے حق مہر پر فرمایا۔

اسی روز شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ دوسرے روز فیکٹری ایریا شاہدرہ (لاہور) میں خاکسار نے اپنے مکان پر دعوتِ ولیمہ دی جس میں احبابِ جماعت کے علاوہ غیر از جماعت دوست بھی شامل ہوئے۔ احبابِ جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور ثمراتِ حسنہ سے نوازے۔ آمین

(خاکسار عبد القدیر خان سیکرٹری مال جماعتِ احمدیہ فیکٹری ایریا شاہدرہ (لاہور)

---

(۲) میری پھوپھی محترمہ عالم بی بی صاحبہ زوجہ مکرم خواجہ عبد الرحیم صاحب آف احمد نگر حال ربوہ ایک ماہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ احبابِ جماعت کی خدمت میں ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خواجہ محمد لطیف مشین مین ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

درخواستِ دعا

محترم الحاج محمد علی صاحب فیضی کی اہلیہ لاہور میں سخت بیمار ہیں، وہ خود بھی بیمار ہیں۔ احباب دونوں کی شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار (الحاج) محمد شریف اکاؤنٹنٹ جامعہ احمدیہ ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴